خلفاء راشدین کا اجتہادی منہج

حافظ شعیب احمد

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اجتہادی منہج:

حضرت ابو بکر صدیقؓ میں غیر معمولی اجتہادی صلاحیت وبصیرت تھی آپؓ کو خلیفہ بننے کے فوراً بعد ہی کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن کا حل آپؓ نے اپنی اجتہادی بصیرت سے امت کے سامنے پیش کیا۔آپؓ کا منہج اجتہاد بعض محققین علماء نے اختصار کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے کہ آپؓ کے سامنے جب کوئی حل طلب مسئلہ آتا تو آپؓ سب سے پہلے قرآن مجید پر نظر ڈالتے اگر قرآن مجید سے واضح رہنمائی ملتی تو اس کے مطابق فیصلہ کردیتے لیکن اگر قرآن مجید سے رہنمائی حاصل نہ کرپاتے تو رسول اللہ ﷺ کی معلوم سنتوں پر غور وفکر کرتے رہتے ،اگر سنت سے رہنمائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے تو اس کے مطابق فیصلہ کردیتے وگرنہ پھر آپؓ کا معمول یہ تھا کہ آپؓ ممکن حد تک صحابہؓ کو جمع کرتے اور ان سے پوچھتے کہ کیا وہ اس مسئلہ بارے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث جانتے ہیں (۱) بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی زیر بحث مسئلہ بارے حدیث پیش کردیتا تو اس حدیث کے ملنے پر آپؓ بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے اور اللہ تعالی کا شکر بایں الفاظ ادا کرتے:

''الحمدالله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا،،(۲)

''ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہم میں ایسے اشخاص پیدا کیے جو ہمارے نبی ﷺ کے اقوال وافعال کو یاد رکھتے ہیں۔،،

اور پھر اس حدیث کے مطابق فیصلہ سنادیتے لیکن اگر اس مسئلہ بارے کوئی حدیث بھی منصۂ شہود پر نہ آتی تو پھر آپؓ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کرتے ،باہم مشاورت کی جاتی اور پھر جس رائے پر تمام جمع ہوجاتے اس کے مطابق حضرت ابو بکرؓ فیصلہ جاری کردیتے (۳) ذیل میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منہج اجتہاد تفصیلا رقم کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ اور قرآن مجید:

رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کا صدمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں کر برداشت کر سکتے تھے۔ اکثر صحابہ کو تو یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں داغ مفارقت دے جائیں گے۔ حضرت عمر فاروقؓ جیسے بہادر و شجاع اور حوصلہ مند شخص جذبات میں آ کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں ''میں کسی کو یہ کہتے ہوئے قطعاً نہ سنوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں، آپ ﷺ فوت نہیں ہوئے بلکہ بارگاہ الٰہی میں تشریف لے گئے ہیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں کے لیے قوم سے دور (کوہ طور) پر چلے گئے تھے۔ واللہ! جو یہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں میں ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دوں گا،،۔ (۴) اس موقع پر یہ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے جو بڑی جرات اور حوصلہ کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں: ''بابی انت وامی، واللہ لایجمع اللہ علیک موتتین، اماالموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا،، (۵)

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا، جو موت آپ کے لیے طے ہو چکی سو وہ آپ پر آ چکی ہے۔،،

لیکن آپؓ نے محض اسی پر اکتفا نہ کیا کیونکہ صحابہؓ کے صدمہ کی شدت ہی کچھ ایسی تھی لہذا آپؓ نے اس نازک ترین موقع پر باقاعدہ خطبہ دیا اور پھر آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے صحابہ کو رحلت نبوی کا یقین دلایا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں۔

''امابعد، من کان منکم یعبد محمدا ﷺ فان محمدا قدمات، ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت، قال اللہ تعالیٰ: ومامحمد الارسول قدخلت من قبلہ الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین،، (آل عمران ۳:۱۴۴) (۶)

''حمد و ثنا کے بعد! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ سن لے کہ) محمد ﷺ تو بلاشبہ وفات پا چکے ہیں اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ جان لے) اللہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''محمد ﷺ تو محض رسول ہیں۔ بے شک آپ ﷺ سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا پس اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے (مراد مرتد

ہوجاؤ گے)اور جو اپنی ایڑیوں پر پلٹ گیا تو وہ اللہ کو قطعاً کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا دے گا۔،،

معلوم ہوا آپؓ آیاتِ قرآنی سے استدلال ،استنباط احکام اور تفریع مسائل میں مجتہدانہ ملکہ رکھتے تھے۔(۷) صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی زبانی یہ آیات سنیں تو انہیں رحلت نبوی پر یقین حاصل ہوا بلکہ حضرت عمرؓ تو کہتے ہیں:

''واللہ ماھو الاان سمعت ابابکر تلاھا،فعقرت حتی ماتقلنی وجلای،وحتی اھویت الی الارض حین سمعتہ تلاھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمات،،(۸)

''واللہ!جب میں نے ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے ابوبکرؓ کو سنا تو کانپنے لگا یہاں تک کہ میرے پاؤں بوجھل ہوگئے۔جب میں نے انھیں ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ فوت ہوچکے ہیں تو میں زمین پر آ گرا۔،،

اس نازک موقع پر آپؓ کے قرآن مجید سے استدلال کرنے سے ہی وقتی طور پر ارتداد کی راہیں بند ہوگئی تھیں وگرنہ منافقین کو اپنی ریشہ دوانیوں اور ناپاک سرگرمیوں کا موقع مل جاتا۔

حضرت ابوبکرؓ اور حدیثِ رسول:

حضرت ابوبکر صدیقؓ قرآن مجید کی طرح حدیث وسنتِ رسول کو بھی بنیادی مصدر شریعت سمجھتے تھے اور سنتِ رسول سے رہنمائی لیتے ہوئے پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کرتے تھے۔حافظ ابن قیمؒ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی بھی فیصلہ قرآن وسنت کے مخالف ثابت نہیں کیا جاسکتا(۹) حضرت ابوبکرؓ کے حدیث وسنت سے رہنمائی لینے کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

ا۔وفات رسول ﷺ کے معاً بعد یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ منصب خلافت پر کسے متمکن کیا جائے۔مہاجرین وانصار میں سے ہر گروہ چاہتا تھا کہ امیر ان کی جماعت سے ہو یہاں تک کہ حضرت حباب بن منذر انصاری صحابیؓ نے کہا: ''منا امیر ومنکم امیر،،(۱۰)

''ایک امیر ہم میں سے اور ایک آپ لوگوں میں سے بن جائے۔،،

لیکن اس نازک موقع پر جناب حضرت ابوبکرؓ حدیثِ رسول ''الائمۃ من قریش،،(۱۷۶)(ائمہ یعنی

حکمران) قریش میں سے ہوں گے۔) پیش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں انصار نے اس حدیث کو قبول کرتے ہوئے اپنی رائے سے رجوع کرلیا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ امام ابن تیمیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

''فلما سمعوا حديث ''الائمة من قريش،، رجعوا عن ذلك واذعنوا،،(۱۱)

''پس جب انہوں نے حدیث (الائمہ من قریش) سنی تو اپنی رائے سے رجوع کرتے ہوئے فوراً سر تسلیم خم کردیا۔،،

۲۔ وفاتِ رسول کے فوراً بعد دوسرا بڑا مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کے جسدِ خاکی کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ آپ کے آبائی وطن مکہ میں دفن کیا جائے۔ بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ یہ سعادت مدینۃ الرسول کے حصہ میں آنی چاہیے جبکہ تیسری رائے یہ تھی کہ آپ ﷺ کو بیت المقدس لے جایا جائے اور وہاں تدفین عمل میں لائی جائے کیونکہ وہاں کئی دیگر انبیاء کرام کے اجسام بھی دفن ہیں (۱۲) اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پیش کی ''انه لم يدفن نبي قط الاحيث قبض،،(۱۳) نبی (کے جسم) کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں وہ فوت ہوئے ہوں۔) اور یوں یہ اختلافِ صحابہ فوراً ختم ہوجاتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے جسدِ خاکی کو اسی حجرہ عائشہؓ میں دفن کیا جاتا ہے جہاں آپ ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تھے۔ (۱۴)

۳۔ کسی شخص کی وفات کے بعد اس کا ورثہ اس کے ورثاء میں تقسیم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے (۱۵) چنانچہ وفاتِ رسول کے بعد حضرت فاطمہؓ کا بھی یہی خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ورثہ ان کے اعزہ واقارب میں تقسیم کیا جائے گا مگر حضرت ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گرامی پیش کیا کہ

''لانورث ماتركنا صدقة،،(۱۶)

''ہمارا کوئی (مال وجائداد کا) وارث نہیں ہوتا بلکہ ہم جو مال ومتاع چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہی ہوتا ہے۔،،

لہذا حضرت فاطمہؓ مطمئن ہوجاتی ہیں اور ورثہ رسول کے مطالبہ کے دعویٰ سے دستبردار ہوجاتی ہیں۔ (۱۷)

مذکورہ بالا واقعات اس بات کا کافی وشافی ثبوت ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث رسول سے بھی رہنمائی لینے کو ضروری سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر آپؓ کو کسی مسئلہ بارے خود حدیث معلوم نہ ہوتی تو حضرات صحابہ کرامؓ سے اس بارے استفسار کرتے۔ مثلاً آپؓ سے سوال کیا جاتا ہے کہ دادی اپنے پوتے کی میراث میں سے کتنا حصہ لے گی۔ چونکہ آپؓ کو اس بارے حدیث معلوم نہ تھی

تو آپؓ نے صحابہ کرامؓ سے یہ سوال کیا کہ کیا کسی کو اس بارے حدیث یاد ہے؟ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کو پوتے کی میراث سے چھٹا حصہ دلوایا ہے۔ یہ حدیث سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔(۱۸)

حضرت ابوبکرؓ اور قیاس:

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اجتہادات میں ہمیں بعض مواقع پر اصول قیاس کے استعمال بارے بھی رہنمائی ملتی ہے مثلاً آپؓ نے میراث میں دادا کو باپ پر قیاس کرتے ہوئے اسے باپ ہی قرار دیا ہے۔(۱۹)

اجارہ کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اجرت ومعاوضہ معلوم ومتعین ہونا چاہیے(۲۰) لیکن حضرت ابوبکرؓ مزدور کو کھانے اور کپڑوں کے عوض مزدوری پر لگا لیتے تھے حالانکہ کھانا اور کپڑا دونوں معلوم اور متعین نہیں ہیں تو آپؓ کے اس موقف کی توجیہ یہ ہے کہ شاید آپؓ نے اسے دودھ پلانے کے لیے دایہ کو طعام ولباس کے عوض اجرت پر رکھنے پر قیاس کیا ہے(۲۱) کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وعلی المولود له رزقهن و کسوتهن بالمعروف﴾(۲۲)

''اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق باپ کے ذمہ ہوگا۔،،

اسی طرح آپؓ نے مانعین زکوۃ کے خلاف قتال کرتے وقت زکوۃ کو نماز پر قیاس کیا تھا۔(۲۳)

حضرت ابوبکرؓ اور شرع ماقبلنا (سابقہ شرائع):

مذکورہ بالا صدیقی اجتہاد بارے ڈاکٹر محمد رواس نے ایک دوسری توجیہہ یہ کی ہے کہ شاید آپؓ نے طعام ولباس کے عوض مزدور کو رکھنے کا یہ اصول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ قرآنی سے اخذ کیا ہو(۲۴) کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کھانے اور کپڑوں نیز شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح ہو جانے کے عوض آٹھ برس تک شعیب علیہ السلام کے یہاں مزدوری کی تھی(۲۵) اگر اس توجیہہ کو مانیں تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپؓ نے ''شرع ماقبلنا،، کو بھی حجت تسلیم کیا ہوگا بشرطیکہ اس کی منسوخی کی کوئی دلیل نہ ہو۔

حضرت ابوبکرؓ اور مصالح مرسلہ:

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اجتہادات میں ''مصالح مرسلہ،، کے لحاظ کی بھی ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں مثلاً رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید کی مختلف اجزاء میں کتابت ہوئی تھی مگر ایک جگہ پر قرآن

کوجمع کرنے کی ابھی تک صورت نہ بنی تھی ۔صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں بعض وجوہات واسباب کی بنا پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو قرآن مجید ایک جگہ مدون کرنے کا مشورہ دیا مگر ابتدا میں حضرت ابوبکرؓ نے کہا:

کیف نفعل شیئاً لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ؟،،

’’ہم وہ کام کیوں کر کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے انجام نہیں دیا؟،،

مگر حضرت عمرؓ باصرار کہتے رہے کہ ’’انـه والـلـه خیر ،،(اللہ کی قسم !یقین جانیے اس میں خیر ہی ہے)حتی کہ بالآخر حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کے موافق ہوجاتے ہیں جیسا کہ خود حضرت ابوبکرؓ سے منقول ہے:

فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح الله صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رای عمر،،

’’عمرؓ مجھ سے مسلسل تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے مجھے بھی اس بارے شرح صدر عطا فرمادیا اور میری سوچ بھی ان کی سوچ کے موافق ومطابق ہوگئی۔،،

دونوں کی اتفاق رائے کے بعد اس کام کے لیے حضرت زید بن ثابتؓ کو منتخب کیا گیا۔جب ان کی طرف پیغام بھیجا گیا تو وقتی طور پر انہوں نے بھی یہی کہا کہ

کیف تفعلان شیئاً لم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ؟،،

’’آپ وہ کام کیونکر کرسکتے ہیں جسے خود رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔،،

اس پر حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں نے کہا ’’انـه والله خیر ،،(اللہ کی قسم !یقین کیجیے اس میں خیر ہے۔) یہاں تک کہ حضرت زیدؓ بھی مان جاتے ہیں اور پھر جمع قرآن کے اہم مشن میں مصروف ہوجاتے ہیں ۔(۲۶)

صحابہ کرامؓ کے مذکورہ بالا مکالمہ میں ’’انه والله خیر ،، کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان کے مدنظر یہی بات تھی کہ اس کام میں جمیع امت کے لیے خیر ہے۔بالفاظ دیگر ’’جمع القرآن،، کا کام مصلحت امت کے تحت ہی کیا گیا۔(۲۷)

’’جـمـع الـقـرآن بین الدفتین ،،(قرآن مجید کو دو گتوں کے درمیان جمع کرنا یعنی جلد Binding کی شکل بنا۔)بظاہر خلاف نص ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿صـحـفـاً مـطـهـرة﴾ (۲۸)(پاک اوراق)قرار دیا ہے اور اب جمع کرنے سے صحف کی شکل ختم ہورہی تھی مگر اب چونکہ مقصود حفاظت قرآنی تھی

جوشرعا مطلوب ہے تو اس مصلحت شرعی کے تقاضے سے ''جمع القرآن،، کا اہم کام انجام دیا گیا(۲۹) اگر حضرت ابوبکرؓ ظاہر نص پر ہی جمے رہتے تو دین وملت کے عظیم نقصان کا خطرہ پیدا ہونا لازمی امر تھا(۳۰)

آپؓ کا اپنے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ مقرر کر کے جانا یہ بھی دراصل لوگوں اور دین کی مصلحت کے پیش نظر ہی تھا اگر اس دور کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حالات اسی کے متقاضی تھے وگرنہ اگر آپؓ اپنا جانشین نامزد کر کے نہ جاتے تو شاید امت کا شیرازہ بکھر جاتا اور پھر کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا(۳۱) جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کی درج ذیل دعا کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جو آپؓ نے استخلاف حضرت عمرؓ کے بعد کی تھی۔ آپؓ بارگاہ الٰہی میں عجز ونیاز کے ساتھ یوں دست بدعا ہوتے ہیں:

''اے اللہ! عمرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے سے میرا مقصود ان (صحابہؓ وامت) کی صلاح وفلاح ہے، مجھے ان کے بارے میں فتنہ کا ڈر ہے اور میں نے اپنے اس فیصلہ میں بہت زیادہ سوچ بچار سے کام لیا لہذا میں نے ان میں سے بہترین شخص کو ان پر نگران بنایا ہے جو ان کی رشد وہدایت کا ان میں سب سے زیادہ حریص ہے اب مجھ پر تو موت کا وقت آیا چاہتا ہے لہذا اے اللہ! تو ان میں میرا جانشین بن جا، یہ تیرے ہی بندے ہیں،، (۳۲)

ان مثالوں سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی بعض اجتہادات مصالح کے پیش نظر کیے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ اور سیاست شرعیہ کے تحت اجتہاد:

اسی طرح آپؓ نے سیاست شرعیہ کے تحت بھی اجتہاد کیا ہے۔ مثلاً آپؓ کے بارے ثابت ہے کہ آپؓ نے کبار صحابہؓ سے مشاورت کے بعد لوطی کو آگ میں جلا دینے کا حکم دیا(۳۳) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ پہلے اسے رجم کر دیا جائے اور پھر جلا دیا جائے (۳۴) حالانکہ عام حالات میں کسی کو آگ کا عذاب دینا ممنوع ہے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ خاص ہے(۳۵) مگر آپؓ نے ایسا اس لیے کیا کہ باقی لوگ عبرت پکڑ سکیں اور اس طرح فعل بد سے بچ سکیں۔ اسی طرح آپؓ نے بعض مرتدین کو بھی جلانے کا حکم دیا۔(۳۶)

امام ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی اجتہاد خلاف نص نہیں ہے اور نہ ہی آپؓ کا کوئی ایسا فتوی موجود ہے جس کا ماخذ کمزور ہو کیونکہ واقعۃً آپؓ کی خلافت ''علی منہاج النبوۃ،، تھی(۳۷) اس پر تبصرہ

کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد رواس لکھتے ہیں: ''حافظ ابن قیمؒ نے جو کہا درست کہا، اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ ایک ایسا مسئلہ جس میں گفتگو کی گنجائش موجود ہے اور وہ ہے آگ میں جلا کر سزا دینا،،۔(۳۸) لہذا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس اقدام بارے حسن ظن رکھتے ہوئے یا تو یہ کہا جائے گا کہ ان تک ''تعذیب بالنار،، کی حرمت کی حدیث نہ پہنچی تھی اس لیے آگ کے عذاب کا حکم دیا یا پھر انہوں نے جانتے بوجھتے مصلحت کے پیش نظر ایسا کیا غالباً اسی لیے حافظ ابن قیم نے اس واقعہ کو ''الطرق الحکمیہ،، میں سیاست شرعیہ کی امثلہ کے ضمن میں لکھا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا اجتہادی منہج:

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں چونکہ فتوحات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہوا بے شمار علاقے سلطنت اسلامی کا حصہ بنے، کئی اقوام دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں لہذا کئی طرح کے نئے حل طلب مسائل منصۂ شہود پر آئے اور ان کا حل حضرت عمر فاروقؓ بتا کرامت کی رہنمائی فرماتے رہے۔

آپؓ بھی خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع فرماتے پھر سنت نبوی کی طرف مراجعت کرتے لیکن اگر کتاب وسنت میں اس مسئلہ بارے کوئی حکم نہ پاتے تو پھر عوام الناس سے پوچھتے کہ اس بارے حضرت ابوبکرؓ نے کوئی فیصلہ کیا ہو تو بتایا جائے لہذا اگر حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ مل جاتا تو آپؓ ان کے فیصلہ کو ہی اکثر جاری کر دیتے۔ بصورت دیگر آپؓ بھی کبار صحابہ کو جمع کرتے ان سے مشاورت کی جاتی اور پھر جس رائے پر متفق ہو جاتے اس کا اعلان کر دیا جاتا۔(۳۹) حضرت عمرؓ کے اجتہادی منہج کے بالاختصار ذکر کے بعد اب یہاں حضرت عمرؓ کا منہج اجتہاد تفصیلاً لکھا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور قرآن مجید:

ساری امت کا اس مسئلہ پر پہلے دن سے ہی اتفاق ہے کہ شریعت کا مصدر اول ''قرآن مجید،، ہے۔ حضرت عمرؓ بھی پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اولاً قرآن مجید کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔ آپؓ کے دور میں اراضی عراق وشام کی تقسیم کا ایک اہم مسئلہ پیش آیا۔ صحابہ کرامؓ کے ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ اسے فاتح فوج میں تقسیم کر دیا جائے جبکہ حضرت عمر فاروقؓ اور کئی دیگر صحابہؓ کی مصالح عامہ کے پیش نظر رائے یہ تھی کہ مفتوحہ زمینوں کو ان کے اصل باشندوں کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔(۴۰)

☆ ابسط وجھک للناس تکسب ودھم، والن لھم الکلام یحبوک، وتواضع لھم یجلوک.☆

کئی دنوں کی باہمی مشاورت اور بحث وتکرار کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروقؓ درج ذیل آیت قرآنی سے استدلال پیش کرتے ہیں:

﴿والذی جآء وامن بعدھم یقولون ربنااغفرلنا ولاخوانناالذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنواربنا انک رؤف رحیم﴾(۴۱)

''اور(ان کے لیے بھی)جوان(مہاجرین)کے بعد آئے (اور)دعاکرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار!ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جوہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرمااور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ(وحسد)نہ پیدا ہونے دے۔اے ہمارے پرودگار!توبڑاشفقت کرنے والامہربان ہے۔''

اس آیت سے قبل اللہ تعالی نے مال فے کے مصارف کابایں الفاظ ذکرکیاہے:

﴿مآافاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتٰمی والمسٰکین وابن السبیل کی لایکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما آتکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا(ج) واتقوااللہ ان اللہ شدیدالعقاب (۵) للفقرآء المھٰجرین الذین اخرجومن دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضواناوینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصٰدِقون(۵) والذین تبوّؤاالداروالایمان من قبلھم یحبّون من ھاجرالیھم ولایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اُوتواویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون﴾(۴۲)

''جومال خدانے اپنے پیغمبرﷺکودیہات والوں سے دلوایا ہے وہ خداکے اورپیغمبرﷺکے اور(پیغمبرﷺکے)قرابت والوں کے اوریتیموں کے اورحاجت مندوں کے اورمسافروں کے لیے ہےتاکہ جولوگ تم میں دولت مند ہیں انہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتارہےسوجوچیزتم کوپیغمبردیں وہ لےلواورجس سےمنع کریں(اس سے)بازرہواورخداسے ڈرتے رہو۔بے شک خداسخت عذاب دینے والا ہے۔(اور)ان مفلسان تارک الوطن کے لیے بھی جواپنے گھروں اورمالوں سے خارج (اورجدا)کردیے گئے

ہیں (اور) خدا کے فضل اوراس کی خوشنودی کے طلبگار اور خدا اوراس کے پیغمبر ﷺ کے مددگار ہیں۔یہی لوگ سچے (ایمان دار) ہیں۔اور(ان لوگوں کے لیے بھی) جو مہاجرین سے پہلے(ہجرت کے) گھر(یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے اور جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اوران کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں،خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو،اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔،،

حضرت عمرؓ کا استدلال یہ تھا کہ یہاں مہاجرین وانصار وغیرہ کو مستحق فے بنایا گیا ہے اور پھر ﴿والذین جآء وامن بعدھم﴾ کے الفاظ میں عطف کر کے بعد والوں کو بھی شامل کر دیا گیا ہے(۴۳) لہذا قرآن مجید سے فاروقی رائے کو تائید وتقویت حاصل ہوگئی اور پھر تمام صحابہؓ نے فاروقی موقف کو قبول کرلیا۔

حضرت عمرؓ اور حدیث رسول:

آپؓ قرآن مجید کے بعد حدیث کو حجت سمجھتے تھے اور حدیثِ رسول مل جانے پر کبھی اپنی رائے پر نہ جمے رہتے تھے بلکہ حدیث ملنے کے بعد آپؓ نے کئی بار اپنی رائے سے رجوع بھی کیا۔ذیل میں حدیث وسنت رسول کے ساتھ آپؓ کی عقیدت ووابستگی اور استنباط مسائل کی چند امثلہ ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ صلح حدیبیہ سے اگلے سال ''عمرۃ القضاء،، کے لیے مکہ پہنچے تو طوافِ قدوم میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو رمل چال (کندھے اٹھا کر تیز چال) چلنے کا حکم دیا تا کہ کفار پر رعب داب طاری ہو سکے کیونکہ اس وقت مشرکین مکہ بھی بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو فرمایا:''ہم رمل چال مشرکین کو دکھانے کے لیے چلے تھے اب تو اللہ نے مشرکین مکہ کو ہلاک کر دیا ہے،، گویا آپؓ کا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب اس کی کوئی ضرورت تو نہیں رہی مگر پھر فرمایا:

''شئی صنعه النبی صلی الله علیه وسلم فلا نحب ان نترکه.(۴۴)

''وہ کام جو نبی کریم ﷺ نے کیا ہوا سے ترک کرنے کو ہم پسند نہیں کرتے۔،،

حضرت عمر فاروقؓ کا درج ذیل قول حدیث وسنت واصحاب السنن سے عقیدت ومحبت کا منہ بولتا ثبوت

ہے،آپؓ فرماتے ہیں

’’سیاتی قوم یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالاحادیث ،فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله،،(۴۵)

’’عنقریب کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تم سے قرآنی متشابہات کی بنا پر بحث مباحثہ کریں گے۔تم لوگ احادیث رسول کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا کیونکہ کتاب اللہ کے سب سے بڑے عالم اصحاب سنن وحدیث ہیں۔،،

(۳) حضرت عمرؓ نے کبھی حدیث رسول کو رد نہیں کیا ہاں البتہ آپؓ حدیث قبول کرنے میں تحقیق سے ضرور کام لیتے تھے لیکن جب حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی تو آپؓ فوراً سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔مثلاً مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے آپؓ کے دروازے پر تین بار دستک دی مگر جواب نہ ملا تو واپس چل دیے۔حضرت عمرؓ نے آپؓ کو واپس بلا کر کہا کہ آپ میری اجازت کے بغیر واپس کیوں روانہ ہو گئے تو حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہی اس طرح ہے کہ تین بار دستک دو، جواب نہ ملنے پر واپس چلے آؤ۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر آپؓ کے حق میں اس حدیث رسول بارے کسی اور صحابی نے گواہی نہ دی تو پھر تمہیں کوڑے ماروں گا؟ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ کے حق میں صحابی حضرت ابوسعید خدریؓ نے گواہی دی تو حضرت عمرؓ نے فوراً اسے قبول کر لیا۔(۴۶)

(۴) جب حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوۃ کے خلاف قتال کا اعلان کیا تو حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکرؓ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کلمہ گو سے قتال کیوں کر کیا جا سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

’’اُمرت ان اُقاتل الناس حتی یقولوا لااله الاالله فاذا قالوا لااله الاالله عصوا منی دماء هم واموالهم الابحقها،،(۴۷)

’’جب تک لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہیں کر لیتے اس وقت تک مجھے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جب وہ یہ اقرار کر لیں تو پھر ان کے جان و مال ماسوائے ان کے شرعی حق کے محفوظ و مامون ہو جائیں گے۔،،

مکمل واقعہ سے قطع نظر حضرت عمرؓ کا حدیث پیش کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپؓ حدیث کو مصدر شریعت

سمجھتے ہوئے اس سے رہنمائی لیتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور صدیقی اجتہادات سے استفادہ:

حضرت عمرؓ قرآن وحدیث سے رہنمائی نہ پانے کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اجتہادی فیصلے کے متلاشی ہوتے تھے۔ اگر زیر بحث مسئلہ بارے حضرت صدیق اکبرؓ کا فیصلہ معلوم ہوجاتا تو اسی کے مطابق فیصلہ کردیتے۔ (۴۸) مثلاً ایک موقع پر آپؓ نے فرمایا تھا:

''لاارد شیئاصنعه ابوبکر،،(۴۹)

''جو کام ابوبکرؓ نے کیا ہو میں اسے رد نہیں کرسکتا۔،،

لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آپؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے اجتہاد کو اس وقت اختیار کرتے جب اسے مناسب حال سمجھتے۔ لہذا بعض اوقات آپؓ نے ان کے اجتہادات کو اختیار نہیں بھی کیا ہے۔ جس کے لیے درج ذیل امثلہ پر غور کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عینیہ بن حصنؓ اور اقرع بن حابسؓ دونوں کو عہد نبوت اور عہد صدیقی کی ابتدا میں تالیف قلبی کے طور پر اموال زکوۃ سے حصہ ملتا رہا ایک دفعہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے زمین کا کوئی ٹکڑا اپنے لیے مانگا، آپؓ نے یہ تحریر مٹادی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب تم دونوں کی تالیف قلب کرتے تھے تو اس وقت اسلام کمزور تھا لیکن اب تم دونوں جاؤ اور اپنی محنت وکوشش سے کماؤ (۵۰) یہاں آپؓ نے فیصلہ صدیقی کو بوجوہ قبول نہیں کیا ہے۔

(۲) حضرت ابوبکرؓ نے بذات خود حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین نامزد کردیا تھا (۵۱) آپؓ کا یہ اسوہ حضرت عمرؓ کے سامنے تھا مگر آپؓ نے خود خلیفہ نامزد ومقرر کرنے کی بجائے چھ اصحاب کی مجلس شوری مقرر کردی کہ وہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلیں۔ اس موقع پر آپؓ نے فرمایا: ''اگر میں اپنا جانشین نامزد کرکے جاؤں تو مجھ سے پہلے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی ابوبکرؓ) انہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرکے نہ جاؤں تو مجھ سے پہلے جو ہم سب سے بہتر تھے (یعنی نبی کریم ﷺ) انہوں نے بھی اپنا جانشین مقرر نہ کیا تھا،،۔ (۵۲)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمرؓ نے صدیقی اجتہادات سے استفادہ ضرور کیا ہے بالخصوص ان کے اجتہادی منہج

اور طریق کار سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن ایسا قطعا نہیں کہ آپ ؓ نے صدیقی اجتہادات کو قرآنی یا حدیثی نصوص کی حیثیت دے دی ہو۔(۵۳)..................(جاری ہے)

حواشی

۱۔امام دارمی: سنن دارمی، باب التقیا و مافیہ من الشدۃ ،ص ا:۰ ۷

۲۔ایضا

۳۔ایضا

۴۔امام ابن الجوزی: تاریخ عمر بن الخطاب ؓ،ص ۶۳

۵۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ حدیث:۴۴۵۳

۶۔ایضا،حدیث:۴۴۵۴

۷۔معین الدین احمد، ندوی: خلفاء راشدین،ص ۲۷

۸۔المرجع السابق،حدیث:۴۴۵۴

۹۔امام ابن قیم: اعلام الموقعین ،۴: ۱۲۰

۱۰۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، باب ،حدیث:۳۶۶۸

۱۱۔احمد بن علی ، ابن حجر، عسقلانی، حافظ: فتح الباری (المطبعۃ السلفیۃ ،القاھرۃ ،۱۳۸۰ھ) ۷: ۳۲

۱۲۔ایضا

۱۳۔اسماعیل بن کثیر، حافظ: البدایہ والنھایہ (دار ابی حیان، قاہرہ، ۱۹۹۶م)۵: ۳۰۶ ,

۱۴۔ایضا

۱۵۔مالک بن انس ،امام :الموطا، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن لمیت (داراحیاء التراث العربی ،بیروت، ۱۹۸۵م)۱: ۲۳۲

۱۶۔سورۃ النساء،۴: ۱۱۔۱۲

۱۷۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس ، باب فرض الخمس ،حدیث:۳۰۹۳

☆عش حیاۃ البساطۃ وایاک والرفاھیۃ والاسراف والبذخ فکلما ترفہ الجسم تعقدت الروح.☆

۱۸۔امام بیہقی :السنن الکبری،۶:۳۰۱

۱۹۔امام مالک:موطامالک، کتاب الفرائض، باب میراث الجدۃ ۲:۵۲

۲۰۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب الفرائض ،باب میراث الجد مع الاب والاخوۃ ،ترجمۃ الباب ،حدیث :۶۷۳۸

۲۱۔امام بیہقی :السنن الکبری،۶:۱۲۰

۲۲۔محمد رواس قلعہ جی،ڈاکٹر:فقہ حضرت ابوبکرؓ(مترجم:مولانا عبدالقیوم)(ادارہ معارف اسلامی،لاہور ،۱۹۸۹م)ص ۳۴۰

۲۳۔البقرۃ ۲:۲۳۳

۲۴۔عرفان خالد،ڈھلوں،ڈاکٹر(مرتب):علم اصول فقہ(شریعہ اکیڈمی ،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد،۲۰۰۶م)۱:۳۵۹،مصطفیٰ جمال الدین :القیاس حقیقۃ وحجیۃ(مطبعہ النعمان ،النجف ،۱۹۷۰م)ص ۳۹۶۔۳۹۹

۲۵۔محمد رواس قلعہ جی،ڈاکٹر:فقہ حضرت ابوبکرؓ،ص ۳۴

۲۶۔سورۃ القصص،۲۸: ۲۷۔۲۸

۲۷۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن،حدیث:۴۹۸۶

۲۸۔عبداللہ محفوظ محمد الحداد:السنۃ والبدع (دارالقلم،دمشق،۱۹۹۹م)ص ۱۲۱۔۱۲۲

۲۹۔البینۃ ،۹۸:۲

۳۰۔عرفان خالد،ڈھلوں (مرتب):علم اصول فقہ،۱:۴۳۴

۳۱۔محمد تقی امینی ،مولانا:احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت (الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور،س۔ن)ص ۱۶۳

۳۲۔مصطفیٰ زید،ڈاکٹر:المصلحۃ فی التشریع الاسلامی ونجم الدین الطوفی (دارالفکر العربی ،قاہرہ ،۱۹۶۴م) ص ۲۹۔۳۲

☆ حافظ علی اذکار المناسبات، فانھا حفظ لک وصیانۃ، وفیھا من السداد والارشاد ما یصلح بہ یومک.☆

۳۳۔امام ابن الجوزی: تاریخ عمر بن الخطابؓ، ص ۶۹

۳۴۔امام ابن قیم: الطرق الحکمیۃ ص ۱۵

۳۵۔امام بیہقی: السنن الکبری، ۸: ۲۳۲۔۲۳۳

۳۶۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لایعذب بعذاب اللہ، حدیث ۳۰۱۶۔۳۰۱۷، ۶۹۲۲

۳۷۔حافظ ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، ۶: ۳۱۹

۳۸۔امام ابن قیم، اعلام الموقعین، ۴: ۱۲۰

۳۹۔محمد رواس، قلعہ جی، ڈاکٹر، فقہ حضرت ابوبکرؓ (مترجم: مولانا عبدالقیوم) ص ۱۸

۴۰۔امام ابن قیم: اعلام الموقعین ۱: ۶۲

۴۱۔ابو یوسف، قاضی: کتاب الخراج (طبع بولاق، ۱۳۰۲ھ) ص ۲۷

۴۲۔سورۃ الحشر، ۵۹: ۷۔۱۰

۴۳۔ابوالاعلی، مودودی، سید: تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۴م) ۵: ۴۰۰

۴۴۔قاضی ابو یوسف: کتاب الخراج، ص ۲۷

۴۵۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الرمل فی الحج والعمرۃ، حدیث: ۱۶۰۵

۴۶۔ایضا

۴۷۔ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، امام: الموافقات (دارالمعرفۃ، بیروت، س۔ن) ۴: ۱۷

۴۸۔امام بخاری: صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب التسلیم والاستئذان ثلاثا، حدیث: ۶۲۴۵

۴۹۔ایضا، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول اللہ تعالی وامرھم شوری بینھم، ترجمۃ الباب۔

۵۰۔امام ابن قیم: اعلام الموقعین، ۱: ۶۲

۵۱۔خزانۃ الادب، ۱: ۲۳۸ بحوالہ محمد تقی امینی: احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت ص ۱۵۵

۵۲۔امام بیہقی: السنن الکبری، ۷: ۲۰

۵۳۔امام ابن الجوزی: تاریخ عمر بن الخطابؓ، ص ۶۹

....

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فيي وقت واحد، بل اجعلها في فترات وبينها اوقات للراحة، ليكون عطاؤك جيدا.☆